



## سوال

(138) امام بیماری کی وجہ سے نماز کے ارکان و فرائض کو صحیح طرح سے پورہ نہ کر سکے تو؟

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

صورت احوال یہ ہے کہ بندہ عرصہ ۳۳ سال سے جامع مسجد الہدیہ شادباغ لاہور میں درس و تدریس، خطابت اور امامت کے فرائض انجام دے رہا ہے، لیکن ۱۹۹۳ء میں مجھ پر فالج کا حملہ ہوا۔ اب الحمد للہ علاج معلجے کے بعد رو بصحت ہوں، لیکن دایاں ہاتھ ابھی مکمل طور پر ٹھیک نہیں ہوا اور عرصہ دو سال سے نماز ظہر اور نماز عصر پڑھا رہا ہوں۔

گزشتہ دنوں چند نمازیوں نے کہا کہ میں امامت کے دوران نماز کے ارکان ٹھیک طور پر ادا نہیں کرتا۔ حالانکہ بہت سے نمازیوں نے کہا کہ مجھے نماز پڑھاتے رہنا چاہیے اور انہیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

اب میں آپ کے پاس اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ اسو حسنہ کی روشنی میں میری نماز کی ادائیگی دیکھ کر احباب کے لیے رہنمائی فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)  
(ڈاکٹر مولانا عبدالغفور مہتمم مدرسہ بلاغ التوحید زیر نگرانی انجمن الہدیہ رجسٹرڈ شادباغ لاہور)

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

آپ کی نماز کی ادائیگی کے بارے میں کچھ کہنے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نماز فرائض اور ارکان کی ایک ہلکی پھلکی فہرست پیش کر دوں تاکہ اس فہرست کو سامنے رکھ کر آپ کے مقتدی آپ کی نماز کی ادائیگی کے بارے میں صحیح رائے قائم کر سکیں اور معتز ضنین بیٹے موقت کا صحیح جائزہ لے سکیں۔

### فرائض و ارکان کی تعریف

نماز کے فرائض و ارکان سے مراد نمازی کے وہ اعمال اور عبادت مراد ہیں جن کی ترکیب اور مجموعہ سے نماز کی ہیئت کذاتی بنتی ہے اگر ان میں کوئی ایک عمل اور ہیئت ترکیبی رہ جائے تو نماز نماز ہی نہیں رہتی اور نہ شرعاً معتبر، اور وہ یہ ہیں:

۱۔ النیۃ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:



وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ... ۵... السُّنَّةِ

”انہیں اس کے سوا کوئی اور حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں، اسی کے لیے دین کو خالص رکھیں۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ) (صحیح البخاری: باب کیف كان بدء الوحى ج ۱ ص ۲)

”اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔“

یعنی اعمال کا قبول و عدم قبول نیتوں پر موقوف ہے، مگر اس نیت کا معنی قصد اور عزم ہے جس کا محل دل ہے زبان نہیں۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور کسی صحابی سے زبان سے بول کر نیت کرنا ہر گز ثابت نہیں۔ لہذا نیت مروجہ کے الفاظ نری بدعت ہیں۔

۲۔ تکبیر تحریر:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ «مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الظُّمُورُ، وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ، وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ» (رواه الشافعي واحمد والبوداود وابن ماجه والترمذي وقال هذا صحيح شيبني في هذا الباب -)

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز کی چابی وضو ہے اور اس کا آغاز اللہ اکبر سے اور نماز سے فراغت السلام علیکم ہی سے ہے اور تکبیر سے مراد اللہ اکبر ہی ہے کوئی دوسرا کلمہ اللہ اعظم یا اللہ الاکبر یا اللہ الکبیر ہر گز ثابت نہیں اور نہ یہ کلمات اس کا بدل ہیں۔“

۳۔ قیام:

فرض نماز میں قیام بھی نماز کا رکن ہے اگرچہ قیام کی رکنیت کتاب و سنت کی نصوص صریحہ متواترہ سے ثابت ہے۔ تاہم مزید برآں اس کی رکنیت پر امت کا اجماع بھی ہو چکا ہے مثلاً: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وَتُومُوا لِلَّهِ قَائِمِينَ ۲۳۸ ... البقرة** اور اللہ تعالیٰ کے لیے باادب کھڑے رہا کرو۔ یہ آیت قیام کی رکنیت پر نص صریح ہے:

عن عمران بن حصين قال كانت نبى بواسير فسألت النبى ﷺ عن الصلوة فقال صل قائما فان لم تستطع فقعدا - الحديث - (الجامع الصحیح البخاری: باب اذا لم يطق قاعدا صلى على جنب جلد ۱، ص ۱۵)

”جناب عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے بواسیر کا عارضہ لاحق تھا، میں نے نماز کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیسے پڑھوں؟ تو آپ نے فرمایا: کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔ اگر کھڑے نہ ہو سکو تو بیٹھ کر پڑھ لیا کرو، اگر بیٹھ نہ سکو تو کروٹ کے بل پڑھ لو۔“

۴۔ قراءت فاتحہ:

ہر فرض و نفل نماز کی ہر رکعت میں مقتدی اور امام اور منفرد پر سورۃ فاتحہ کا پڑھنا بھی رکن ہے نماز سری ہو یا جہری ہو۔ جیسا کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:



آن النبی ﷺ قال لأصلاة لمن لم يقرأ أبقاها الكتاب - الجامع الصحيح باب وجوب القراءة للإمام والمؤمن في الصلوات كلها، في الحضر والسفر، وما يقرأ فيها وما يقرأ في (جلد ۱ ص ۱۰۲)

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس آدمی کی نماز نہیں ہوتی جو سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا۔ اس مضمون کی اور بھی بیش از بیش احادیث مروی ہیں جو فاتحہ کی رکعت پر بالصرحت دلالت کرتی ہیں۔ فلا مجال للخلاف ولا موضع له

#### ۵۔ رکوع :

اللہ تعالیٰ کا فرمان واجب اذہان ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا ۷۷ ... الحج

”اے ایمان والو! رکوع اور سجدے کرتے رہو۔“

حدیث رفاعہ بن رافع (مسیب الصلوۃ) کی حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ رَاكِعًا - (سنن ابی داؤد باب صلوۃ من لا یقیم صلیہ فی الركوع والسجود ج ۱ ص ۱۳۱ و عون المعبود ج ۱ ص ۳۲۱)

”پھر اطمینان کے ساتھ رکوع کرو۔“

#### ۶۔ رکوع کے بعد والا قیام :

حضرت عائشہ فرماتی ہیں :

وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ يَنْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ قَائِمًا - (صحیح مسلم : باب ما صحح صفۃ الصلوۃ الخ ج ۱ ص ۱۹۳)

”جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے تو جب تک آپ پوری طرح کھڑے نہ ہو جاتے سجدہ نہ کرتے۔“

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

كَانَ إِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ انْتَصَبَ قَائِمًا - (صحیح مسلم : ج ۱ ص ۱۸۹)

”آپ رکوع کے بعد اچھی طرح سیدھے کھڑے ہوتے۔“

۳۔ قال أبو حميد رفع النبي ﷺ واستوى حتى يئود كلُّ فقار مكانه - (الجامع الصحيح : باب الطمانينة حين يرفع رأسه من الركوع - ج ۱ ص ۱۱۰)

”کہ رسول اللہ ﷺ رکوع سے اٹھتے تو اس طرح سیدھے ہو کر کھڑے ہوتے کہ لمر کی تمام ہڈیاں اپنی اپنی جگہ لوٹ کر ٹھہر جاتیں۔“

#### ۷۔ سجدہ :

اس کی دلیل قرآن عزیز کی وہی نص صریح ہے جو رکوع کی رکنیت کے اثبات نمبر ۵ میں تحریر ہو چکی اور رفاعہ بن رافع کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا :

(( ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمِئِنَّ سَاجِدًا )) (سنن ابی داؤد : باب صلوة من لا یقیم صلبہ فی الركوع والسجود ج ۱ ص ۱۳۱)

”پھر پورے اطمینان کے ساتھ سجدہ کر۔“

بہر حال فرض اور نفل نماز کی ہر ایک رکعت میں مع الاطمینان دو سجدے فرض اور رکن ہیں اور اعضائے سجدہ سات ہیں۔ ناک سمیت چہرہ، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیاں۔“

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْتِئِ أَكْبَهْتِ، وَأَشَارَ بِيَدِهِ عَلَى أَنْفِهِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ، وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ». (الجامع الصحيح : باب السجدة على الانفتاح ص ۱۱۲، الدرر القطنی مع المغنی، ج ۱ ص ۳۳۸)

”ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے سات پنڈلیوں پر سجدہ کرنے کا حکم ملا ہے وہ یہ ہیں: پشتانی، ناک، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیاں۔“

#### ۸۔ آخری قعدہ :

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اس کی رکنیت اور فرضیت کی تصریح فرماتے ہیں :

قَالَ: كُنَّا نَقُولُ قَبْلَ أَنْ يُفْرَضَ التَّشَهُدُ: السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ السَّلَامُ عَلَى جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا تَقُولُوا هَذَا وَلَكِنْ قُولُوا التَّحِيَّاتِ لِلَّهِ وَذَكَرَهُ». (رواه الدرر القطنی وقال اسنادہ صحیح۔ الحدیث باب فی ان التشهد فی الصلوة فرض ج ۲ ص ۲۸۲، اخرج الدرر القطنی ج ۱ ص ۳۵۰، والیصحقی صحاحہ رھو مشعر بفرضیة التشهد۔ نیل الاوطار ج ۲ ص ۲۸۰)

یہ نماز کی آخری رکعت میں سجدہ کے بعد قعدہ میں تشہد پڑھنا فرض ہے۔

السید محمد سابق مصری تصریح فرماتے ہیں :

الثابت المعروف من هدى النبي ﷺ أنه كان يقعد القعود الأخير ويقرأ فيه التشهد۔ قال ابن قدامة وهذا يدل على أنه فرض بعد أن لم يكن مفروضاً۔ (فقه السنة)

”رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل اور معمولی مبارک سے یہ بات بہر حال ثابت اور معروف ہے کہ آپ آخری قعدہ بیٹھ کر تشہد پڑھا کرتے تھے۔ ابن قدامہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی مذکورہ بالا حدیث و لکن قولوا التحیات للدارقلم فرماتے ہیں کہ یہ روایت قعدہ اخیر کی رکنیت کی دلیل ہے۔“

#### ۹۔ سلام :

اس کی دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جو تکبیر تحریر کی رکنیت کی بحث میں مرقوم ہے :

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّمُورُ، وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ، وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ» (رواه احمد والشافعي والموادوا وابن ماجه والترمذی وقال هذا اصح شئ فی الباب واحسن)



”نماز کی چابی وضو، اس کا آغاز اللہ اکبر اور فراغت کا واحد ذریعہ دو طرفہ سلام ہے۔“

۲۔ وعن عامر بن سعد عن ابيہ قال كنت اري النبي ﷺ يسلم عن يمينه وعن يساره حتى يري بياض خده۔ (رواه احمد ومسلم والنسائي وابن ماجه)

۳۔ وعن وائل بن حجر قال صليت مع رسول الله ﷺ فكان يسلم عن يمينه السلام عليكم ورحمة الله وبركاته۔ قال الحافظ ابن حجر في بلوغ المرام رواه ابو داود باسناد صحيح۔ (فضة السنة: ج ۱ ص ۱۱۹)

”وائيل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ پھر آپ نے دائیں جانب چہرہ پھیر کر سلام عليكم ورحمة الله وبركاته کے الفاظ فرمائے۔“

لیجئے جناب! یہ ہیں وہ ارکان الصلوٰۃ و فرائضہا جو کتاب اللہ العزیز اور احادیث صحیحہ حسنہ مرفوعہ، متصلہ غیر معلدہ ولا شاذہ سے ثابت اور محقق ہیں۔ میں نے توفیق اللہ و حسن عونہ کوئی ایسا عمل اور رکن نہیں پھوڑا جو نماز کی ینت کذائی میں شامل ہو اور رسول اللہ ﷺ سے مروی اور مستقول صفتہ الصلوٰۃ کا جزو اور حصہ ہو۔ لہذا معترض حضرات ان ارکان کے تناظر میں بنظر امعان حضرت مولانا عبدالغفور حفظہ اللہ کی نماز کی ادائیگی کا جائزہ لے کر خود انصاف کریں کہ ان کا موقف کہاں تک درست ہے؟ جہاں تک اس ناچیز راقم السطور نے مولانا مدوح کی نماز کی ینت کذائی کا معائنہ کیا ہے تو میں علی وجہ بصیرت کہتا ہوں کہ مولانا کمزور تر ہے۔

آخر میں ایک اصولی بات یاد رکھیں کہ جس کی اپنی نماز ہو جاتی ہے اس کی اقتدائی بالاتفاق جائز ہے۔ کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی مرض موت میں بیٹھ کر ابو بکر رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام کو جو نماز پڑھائی تھی وہ صحیح ادا نہیں ہوئی حالانکہ آپ نے قیام نہیں کیا تھا جو کہ نماز کا اعظم ترین رکن ہے۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

## فتاویٰ محمدیہ

ج 1 ص 437

محدث فتویٰ